[illegible] وسلم کے نفقہ میں تین قسم کے اموال ہوا کرتے تھے: (۱) مال فے، جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ (۲) مال غنیمت میں تقسیم سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی حصہ۔ (۳) مال غنیمت کی تقسیم کے بعد پانچواں حصہ [illegible] الخمس)۔ ۵

بہرحال اس مسئلے پر قیاس کرتے ہوئے فقہائے لکھا ہے کہ ایک محتاج کو زکاۃ کی رقم سے اس قدر دینا چاہیے جو اس کے ایک سال کے نفقہ کے لیے کافی ہو جائے۔ اور چونکہ زکاۃ سال میں ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے اس لیے سال بھر کا نفقہ دے دینا قرین قیاس ہے۔ چنانچہ فتاویٰ بزازیہ میں اس سلسلے میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے:

اگر کسی کے پاس ایک ماہ کا اناج موجود ہو جو قیمتاً نصاب کے برابر ہو تو اسے زکاۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔ اور اگر ایک ماہ سے زیادہ کا اناج موجود ہو تو نہیں دی جائے گی۔ مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُسے بھی دینا جائز ہے، اگرچہ اُس کے پاس ایک سال کا اناج موجود ہو۔ کیونکہ جو چیز خرچ کے لیے ہو وہ عدم کے برابر ہے۔ جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ آپ نے دنیا کی مالداری پر قدرت ہونے کے باوجود فقر و فاقہ کو ترجیح دی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنی ازواج مطہرات کو سال بھر کا اناج عنایت فرمایا کرتے تھے۔

ولہ طعام قوت شہر یساوی نصاباً یجوز صرفہ الیہ۔ وان کان اکثر من شہر لا۔ وقیل یجوز لہ وان کان

ـــــــــــ ۵۔ کتاب [illegible] سلام، ص ۷، مطبوعہ پاکستان۔

لم يعط له مستحق لأن مستحق التصرف كالعدم. ولهذا كان سيدنا
عليه الصلوٰة والسلام ادخر لنفقة العيال سنة على غنى النبي
وكان يعطي لأهل بيته قوت سنة ۳۵

اس فتوے کے مطابق جب ایک عام آدمی کو سال بھر کا نفقہ دیا جا سکتا ہے تو پھر عقلی اعتبار سے ایک علمی و دینی خدمت گار اس کا اور بھی زیادہ مستحق ہوگا۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو خدمتِ علم و دین کے لیے ہمہ وقت وقف کر چکا ہو وہ ہر اعتبار سے اس کا حقدار ہوگا۔ اور ایسے افراد کو تلاش کر کے ان کا حق اُن تک پہنچایا جانا ذمہ دارانِ ملت پر واجب ہے ورنہ پھر علم دین کے زوال و انحطاط کا شکوہ بالکل بے کار ہوگا۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن :-

واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ بلکہ صاف صاف دو طریقوں سے دینی خدمت گاروں کا حق ثابت کیا ہے (سورۂ بقرہ ۲۷۳ اور سورۂ توبہ ۶۰ میں) جس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ اور سنتِ رسول ﷺ بھی اس سلسلے میں مسکت اور دو ٹوک انداز میں دلیل ناطق ہے نیز ہمارے فقہاء نے بھی پوری وسعت قلب اور پوری صراحت کے ساتھ دینی خدمت گاروں کا حق تسلیم کیا ہے۔ جب قرآن، حدیث اور فقہ کے فقہی اصولوں سے دینی خدمت گاروں کا حق ثابت ہے تو پھر کسی مدرسے کے کٹ حجتی ملا کو خلافِ شریعت فتویٰ صادر کرنے کا کیا حق ہے [illegible]

۳۵۔ فتاویٰ بزازیہ ۴ر ۸ حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ۴/۵۵ [illegible]

[illegible] شریعت نہیں بلکہ شریعت محمدی کے خلاف کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ [illegible] اسے چھپانے [illegible] کا تیجہ ہے۔

شریعت الٰہی تو اپنی [illegible] میں پوری پوری فراخدلی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ یہ کہ ایک عام قسم کا آدمی خواہ مخواہ کے شوشے اس طرح نکال رہا ہے گویا کہ وہ دینی خدمت گاروں کو زکاۃ و عطیات اپنی جیب سے دے رہا ہو۔ تعصب اور تنگ نظری کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ اللہ رزق کی کتب ان اگر بالفرض کسی مولوی کے حوالے کر دے تو وہ مخلوق خدا کو بھوکا مار دے گا اور خدا کی شریعت کو اُلٹ پلٹ کر رکھ دے گا۔ کیونکہ اس کی نظر میں سوائے مدرسوں کے اور کسی کا حق ثابت نہیں ہے۔ اور مدرسوں کا حق بھی وہ کسی صحیح اصول کی رُو سے نہیں بلکہ "پچھلے دروازے" سے ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ اس پر تفصیلی بحث چوتھے باب میں گزر چکی ہے۔ کیونکہ اب معترض کی منطق کے مطابق ہمارے ملک میں مدرسوں کی تعداد اس قدر ہو گئی ہے کہ اب کسی اور "کارِ خیر" میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔[45]

اصل میں معترض کو یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ علمی و اشاعتی ادارے بھی اگر زکاۃ کے مستحق بن جائیں تو پھر مدرسوں کا کیا ہوگا؟ لہٰذا وہ حق بات کو چھپانے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ایک کرتے ہوئے قرآن و حدیث پر بلا تکلف چاند ماری کر رہے ہیں اور لوگوں کو "گل بکاولی" اور "امیر حمزہ و عیار" کی داستانیں سنا رہے ہیں۔ انھیں دین و شریعت اور علم و جہاد کی اتنی فکر نہیں ہے جتنی کہ اپنے مدرسوں کو بچانے کی۔ مگر وہ مدرسے

---

[45] دیکھیے ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۳۷۔

[illegible]

[illegible] گئیں؟

غرض اگر ہمیں منظور ہے ... ہمارے مصنف کا [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible]

[illegible] تو پھر ہمیں قیامت تک انتظار کرنا چاہئے [illegible] ارشاد ہے

[illegible] کے مقتضیات کے [illegible] ہے۔

صورت شمع آگئی ہے انہیں مسند ارشاد

ناخنوں کے تصرف [illegible]

[illegible]

گذارش

جوابی امور وخط وکتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور دینا نہ بھولیں۔ خریداری یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس مہینہ سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ چیک سے رقم نہ بھیجا کریں صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں۔

ادارہ تار کا پتہ "BURHAN DELHI" (برہان دہلی)

پتہ: برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

صحافت ـــــ افادیت و حقیقت

اشتیاق احمد اعظمی ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

انسانی سماج میں صحافت کا وہی مقام ہے جو جسم انسانی کے اندر قلب و جگر اور کسی تنظیم و جماعت کے اندر قائد و رہنما کا ہوتا ہے۔ قلب و جگر کے بغیر کسی انسانی ڈھانچہ کا تصور ناممکن ہوتا ہے جماعت کا تصور بغیر کسی رہنما کے مشکل ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی سماج و سوسائٹی کا تصور بغیر صحافت اور اخبار و جرائد کے ناممکن ہے اور جس طرح انسانی جسم کی صحت و بقا کے لئے دل کی صحت و تندرستی اور کسی جماعت کی کامیابی و کامرانی کے لئے اس کے قائد کے صحیح اور ٹھیک ہونے پر منحصر ہوتی ہے اسی طرح ایک اچھی صحافت اور بہترین جرائد و اخبار سماج و سوسائٹی اور ملک و وطن کی فلاح کے لئے ضروری ہیں۔

اس فن نے ہمیشہ اور اکثر اوقات ملک و وطن کو امن و آشتی کی راہ پر گامزن کیا ہے اور خاص طور پر جب اسے صاف ستھری فضا اور اظہار و بیان کی مکمل آزادی ملی تو ہر فرد کو اس کے ذریعہ فائدہ پہنچا ہے۔ اخبار و جرائد کو اسی قدر مقبولیت اور پسندیدگی کی نظر سے ہر خاص و عام کیوں دیکھتا ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ یہ فن ہر ایک کی صدا سنتا اور اسکو بلند کرتا ہے۔ اچھی صحافت اور بے تعصب جرائد نے افراد اور سماج و سوسائٹی کو امن و شانتی کی جنت بنالیا ہے

ہر ایک سماج و سوسائٹی کو اس فن کی شدید ضرورت ہے تاکہ وہاں حق کی صدا اور انصاف کی آواز بلند ہو سکے۔ ایک مقولہ ہے کہ "البلاد التی لا صحافة فیها لا صحة فیها" یعنی جس ملک میں صحافت کا وجود نہیں وہاں پر امن و سلامتی کا فقدان ہوگا۔

اس فن کی لوگوں نے مختلف تعریفیں کی ہیں مگر ہر تعریف اس فن کی افادیت اسکی عظمت، برتری، اور افراد و سماج سے اس کے گہرے رشتے پر شاہد ہے۔ مجلۃ "الثریا" کے ایڈیٹر وارجدّی اسکی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں۔

"لا شئ یدل علی اخلاق الامة ومکانتها من الهیئة الاجتماعیة مثل الجرائد، فهی المنظار الاکبر الذی ترتسم فیه حرکاتها وسکناتها، بل الصفحة البیضاء التی تکتب فیه حسناتها وسیئاتها، بل هی رائد الاصلاح ومهب ریح التقدم والفلاح، بل هی کواکب الهدی السیارة ومطالع شمس التمدن والحضارة، رآها الناس آیة فهاموا بها وعظموا شانها ورفعوا مقامها فاصبحت من اعظم اسباب حیاتهم الادبیة، بل من اعظم ما یحتاجون الیه فی هذه الحیاة"

"تاریخ الصحافة العربیة، فیلیب دی طرازی۔ ج ۱ ص ۱۱"

دراصل اخبار و جرائد انسان کو صحیح راہ پر گامزن کرنے اور ترقی و اصلاح کا راستہ دکھلانے میں ایک ہادی و رہنما کا رول ادا کرتے ہیں۔ سماج و معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کی تصویر برابر پردے پر آتی رہتی ہے اور ہر خاص و عام ملک و وطن کی ترقی اور پستی سے واقف ہوتا رہتا ہے۔ گویا کہ صحافت ایک آلے کے مثل ہوتی ہے اور سوسائٹی میں عین و قلب کے مثل کام کرتی ہے۔ بشارہ عبد اللہ الخوری نے اس

…ضی کی تعریف یوں کی ہے:

"والصحافة من الأمة آلة الحياة، وأمة بدون صحافة لا عين لها فتبصر ولا قلب لها فتشعر، وجنوان كل امة صحافتها، فانك لتعرف بها قسط كل شعب من الرقي، ومبلغه من المدنية، فحيث كانت الصحافة راقية بارعة فاحكم برقي تلك الامة مادةً وأدبًا، وحيث كانت الصحافة ضعيفة في الأدب والمادة فقل: ان هنالك لأمة ذات ضلال يصير في البدر او ذات بدر يصير الى الضلال."

(۲) المصدر المتقدم. ج۱ ص ۴۱

اخبار و جرائد اور اخبار نویسی کی سماج و معاشرہ میں جو اہمیت اور مقام و مرتبہ ہوتا ہے ہر فرد اس سے واقف ہے۔ اخبار و جرائد ہی انسانی اجتماعیت کی سچی تصویر پیش کرتے ہیں۔ کسی قوم کی پسماندگی اور بے مائیگی کی حقیقت بیانی انہیں اخبار و رسائل سے ہوتی ہے۔ کسی سماج میں نقص، کمی اور پستی کتنی ہے کیوں، اور ان کے اسباب کیا ہیں، ان سب کی ترجمانی صحافت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور وہ کون سے وسائل و ذرائع ہیں جنہیں استعمال کر کے سماج و معاشرہ کی حالت اچھی ہو سکتی ہے۔ اخبار و جرائد ان کی جانب بہترین طور پر اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ سماج اور ملک و وطن کی سلامتی، ترقی، اور بہبودی میں اخبار و جرائد کا غیر معمولی ہاتھ ہوتا ہے جیسا کہ عبد الرحمٰن کواکبی کہتے ہیں کہ "اخبار و جرائد" کا کام انسانیت کی خدمت کرنا ہے۔ اخلاق کو بہتر بنانا، فکر و نظر کو مربوط شکل دینا، نقص و کمی کو دور کرنا، بہترین کاموں کو مدح کی نظر سے دیکھنا، عدل و انصاف کی محافظت کرنا، اور حقوق کی مدافعت کرنا ہے۔ ان کے ماسوا دوسری اہم اور عظیم خدمات ہیں جو صحافت کے ذریعہ انجام پاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشرہ اسے اپنا خادم اور معاون تصور کرتا ہے" (المصدر المتقدم ص ۲۶)

اخبار نویسی اور خبر نگاری ایک ایسی چیز ہے کہ وقت کی حکومت بھی اس سے خوف زدہ رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے اندر کذب و جھوٹ کا شائبہ نہیں ہوتا۔ اور حقیقت کی سچی تصویر پیش ہوتی ہے اس لئے اس کی سچائی سے انصاف پسندی کے کاروانِ سیاست خوفزدہ رہتے ہیں یہ خاص طور پر اس وقت جب نظام و حمایہ حکومت ملک کی سیاست چلا رہی ہو۔

صحافت دورِ جدید کا وہ بہترین تحفہ دیرینہ ہے جو ملک و ملت کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ ایسا بہترین تحفہ اس سے قبل انسانی سوسائٹی کو نہیں ملا تھا جو انسان کو ہر شعبے میں ہدایت و رہنمائی کرے اور اسے امن و سلامتی، ترقی و ارتقاء اور فلاح و بہبود کی شاہراہ دکھائے۔ محمود بک حبیب نے کہا ہے کہ:

"صحافت قوم و ملت کی زبان ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی آواز حکومت تک پہنچاتی ہے، وہ آداب و اخلاق کی روشنی سے جہالت کی تاریکی دور کرتی ہے، وہ ایک ایسے میٹھے چشمے کے مانند ہوتی ہے جہاں سے آسانی کے ساتھ ادیب حضرات علم و ادب کی دولت سے سیراب ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک مربی کے مثل ہے جو وطن لوگوں کی عقلوں کو پختہ کرتی ہے اور اسے مجد و شرف کے مقام تک پہنچاتی ہے اور یہ ایسی باغ کے مانند ہوتی ہے جس کے پھل بالکل قریب ہوتے ہیں جہاں سے لوگ علم و عرفان کے پھل چنتے ہیں"

(المصدر المقدم ص ۱۹)

خاص طور پر سچی اور حقیقی صحافت ملک و ملت کے کمزور لوگوں، ستم رسیدہ حضرات اور اولاد حضرات کے باعث رحمت اور انتہائی مفید و کارآمد ثابت ہوتی ہے سماج و وطن میں مارے ہوئے لوگ ہوتے ہیں کیوں ـــ اسی لئے کہ وہ ان کی سچی تصویر پیش کرتی ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے آواز اٹھاتی ہے

اہل وطن کی جانب متوجہ کرتی ہے اور سیاست کی نظر بھی ان کی جانب کرنے کی کوشش کرتی ہے، اس طرح ملک و وطن میں ان کے لئے ایک رائے عامہ تیار ہو جاتی ہے ان کی فلاح و بہبود کے لئے سیاست سے لیکر ملک و وطن کے تمام لوگ متوجہ ہو جاتے ہیں اور خود ان کمزور لوگوں کے اندر حمیت و غیرت اور جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لئے ڈٹ کر کھڑے ہوں۔ جیسا کہ عبدالقادر اسکندری نے کہا ہے

"وہ منعت الصحف لتعرف الانسان بما له وما عليه من الواجبات ... وترى انها الدالة على حضارة قومها وترقى آلها، وانها يد البائس وعضد المسكين ولسانه لخائف وساعد المظلوم، وانها تاريخ عام للحسن والمسئ تستعد للاصلاح وتسير على منهج الفلاح، تصرح بالحق ولو آلمها وتجهر بالصدق ولو جرحها

(المصدر المقدم ص ۱۶)

اخلاق و اقدار اور بہترین عادات و اطوار کا نقطۂ اول کیا ہے اور قومیں سعادت و بدبختی اور ارتقاء و تنزل کی حالت سے کیسے اور کیوں گذرتی ہیں اور اندرون ملک اور بیرون ممالک میں کون سے اہم واقعات و حادثات پیش آئے ان تمام ہی امور سے اخبارات انسانوں کو واقف کرتے ہیں تاکہ انسان زندگی کے تمام میدان میں ترقی کر سکے اور بالاتری عادت و قیادت اور علم و ہنر کے میدان میں اونچے مقام پر فائز ہو جائے۔

شفیق بک جبرو نے اس کی بہترین ترجمانی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"الجرائد هي مدرسة الشعب الكبرى التي تعلمه شرف المبدا والاخلاق الحسنة والعوائد القويمة والآداب الاجتماعية، توقفه على مجريات احوال الامم الدائمة من سعادة وشقاء و

ارتقاء وهبوط ويقف الانسان فيما يطرأ من الحوادث
المهمة في داخلية البلاد وخارجيتها ليكون على بينة من
امره وقومه، ليتمكن أن يهيئ لنفسه المقام اللائق من
الثروة والسؤدد والملك والتقدم في العلوم والصنائع"

(المنجد، المقدمة ص ۔۔)

کوئی ملک کتنی ترقی کا حامل ہے۔ اس کا علمی وفنی کیا مقام ہے، اس میں ملکی سیاسی ترقی کیا ہے۔ وہاں تہذیب وتمدن کس حد تک ہے، سماج ومعاشرہ کی حالت کیا ہے۔ ملک کن مراحل سے گزر رہا ہے۔ کوئی قوم کس تہذیب وتمدن اور علم وثقافت سے آشنا ہے، دور صناعتی وفنی، اقتصادی وسیاسی، معاشی اور تمدنی اعتبار سے دوسری اقوام میں اس کا کیا مقام ہے، ان تمام چیزوں کی کما حقہٗ تصویر اخبار وجرائد پیش کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس طرح صحافت کے ذریعہ کسی قوم، کسی ملک اور کسی سماج ومعاشرے کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے۔

رفیق المقدسی نے صحافت کی تعریف یوں کی ہے:-

"صحافت انسانی سماج وسوسائٹی سے کبھی بے نیاز نہیں ہوتی ہے، لازم ہے کہ اس میں حریت کی صدا ہو، جو اخلاق وکردار کی حفاظت اور ترقی کی شمع روشن کرے، صدق وسچائی کو اپنا فریضہ سمجھے، حق کی مدد کے لئے آواز بلند کرے اور کسی بھی سنگین صورت حال سے خوفزدہ نہ ہو، تمام واقعات وحادثات کی ترجمان ہو، اور لوگوں کے مفاد کے پیش نظر بعض موضوعات پر تفصیلی بحث بھی کرے۔

یہ وہ خوبیاں وشرائط ہیں جو انسانی ذہن کو صحافت کے موافق بنا دیتی ہیں اور جو وجدان انسانی کی کیفیات کی تصویر کشی کرنے میں مدد کرتی

ہیں۔ اس طرح کی صحافت ہر خاص و عام کی نظر میں محبوب و پسندیدہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایک صحافی یا کاتب کو ان اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے جو عوام و خاص کی رائے کے مخالف ہوں اور وہ جھوٹی خبروں، افواہوں، اور ایسے واقعات بیان کرنے سے دور رہے جن سے ہلکاپن اور صحافتی عیب نمایاں ہو۔ عام طور پر ایسی خبریں شائع ہوں جن سے جمہور کو سکون میسر ہو۔ عوام کی خواہشات، دلچسپیوں اور پسندیدگی کا عام طور پر خیال رکھا جائے اور بے کار مباحث کا ذکر نہ کیا جائے جو غیر مانوس اور ناقابل فہم ہوں۔

(فن الصحافۃ۔ رفیق المقدسی، ص ۴۷-۴۸)

صحافت و قومی سلامتی

صحافت قوم و ملت اور ملک و وطن کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے واقف کرتی ہے۔ ملک و ملت کے اندر ان مضر اشیاء اور نقصان دہ چیزوں سے باخبر کرتی ہے جو معاشرے اور ملک کیلئے مہلک یا خطرناک ہوتی ہیں۔ ایک ملک یا سماج میں مختلف قوم و ملت کے لوگوں کا رہنا سہنا ہوتا ہے، جو مختلف نظریات، عقائد اور ادیان و مذاہب کے حامل ہوتے ہیں جن کے مابین ٹکراؤ کی حالت پیش آتی رہتی ہے۔ ایسے حالات میں اخبار و جرائد ایک مصلح اور اچھے رہنما کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ اخوت و محبت کی دعوت پیش کرتے ہیں۔ ملک کی امن و سلامتی کی حفاظت کے لئے ہر فرد کو متحد رہنے کی درخواست کرتے ہیں۔ انہیں اس حقیقت سے آگہی کرتے ہیں کہ ان کی بھلائی و مفاد کا اصل راز اسی میں ہے کہ وہ آپس میں مل جل کر رہیں۔ نظریات و عقائد کے اختلافات ان کے ملکی مفاد میں حائل نہ ہوں۔ اخبار و جرائد

اس مشن میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ نتیجۃً تو ان کی اہمیت سماج و معاشرے میں یہ ہے کہ ان کی ہر کارکردگی پر انسانی معاشرے کی پوری کشتی چلتی ہے ایک اخبار ملک کو اس کشتی کی دولت نواز سکتا ہے اور پورے ملک کو تباہ و برباد کرکے پھر بھی مکر دا کر سکتا ہے۔ گویا کہ صحافت قومی سلامتی میں اہم رول ادا کر سکتی ہے۔

بیرونی خطروں سے بھی یہ آگاہ کرتی رہتی ہے اور قوم و ملت کو تیار رہنے کے لئے کہتی ہے۔ خاص طور پر کسی ناگہانی صورت میں، جبکہ کسی بیرونی حملہ کا خطرہ ہو تو اس وقت اہم خدمت انجام دیتی ہے۔ اخبار و جرائد اس حملے کی حقیقت اسکے نتائج اور ملک کے لئے درپیش خطرے کو بیان کرتے ہیں اور اس طرح وہ ملک اور اہل وطن کو اس سے آگہی بہم پہنچانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں اور اتحاد و اتفاق اور پورے ملک کے لوگوں کو اس سے نبرد آزما ہونے کا پیغام دیتے ہیں۔

ملک و وطن کو اس فن کے ذریعہ ان خرابیوں، برائیوں، اور نقائص سے آگہی حاصل ہوتی ہے جو ملک و وطن کے لئے باعث ہلاکت اور وجہ تباہی بنتی ہیں ملک اور اہل وطن ان خرابیوں اور مصائب کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں صحافت انسانی سوسائٹی کو بہترین تہذیب و تمدن اور کلچر اور ثقافت سے واقف کرتی ہے اور وہ تمام کام انجام دیتی ہے جس سے قوم و ملک میں سلامتی و آشتی اور امن و سکون کا پرچم بلند ہوتا ہے۔

صحافت و رائے عامہ:

رائے عامہ کو ہموار کرنے اور افراد انسانی کو کسی راہ پر گامزن کرنے میں صحافت کا اہم رول ہے انسانی خیالات و جذبات اور افکار کو ایک خاص سمت دکھانے میں یہ ایک قائد کا کام انجام دیتی ہے یہ اسی اجتماعی، ثقافتی اور فکری رجحان کو